رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت علیل رہی۔ اسی وجہ سے حضور نماز جمعہ نہ پڑھا سکے۔ اور جناب مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب نے خطبہ جمعہ اور نماز پڑھائی۔ اب حضور کو آرام ہے ٭

۱۳-۱۴ جنوری کی درمیانی رات کسی قدر بارش ہوئی۔ مرض انفلوئنزا کی شکایت پائی جاتی ہے۔ احباب بیماروں کی صحت کے لئے دُعا فرمادیں۔

میاں عبدالواحد صاحب۔ میاں عبدالرحمٰن ابن میستری محمد الدین صاحب اہلیہ صاحبہ میاں رحیم بخش صاحب اور اہلیہ مولوی عطاء محمد صاحب کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب نماز غائب پڑھیں ٭

نظم

تو اپنے درد ہی سے درد کا درماں پیدا کر

(از جناب منشی برکت علی صاحب لائق۔ احمدی)

مصائب آشنا رہ نت نیا ہیجان پیدا کر
تو اپنے درد ہی سے درد کا درماں پیدا کر

خمار تلخ کامی وجہ صد آلام ہے غافل
تو اپنے شیشۂ دل میں مئے عرفان پیدا کر

ہوا بگڑی ہوئی بازار عالم میں ہے اخلاقی
جہاں یہ جنس ہو اچھی کوئی دکان پیدا کر

مہیا ہیں ہزاروں آنتیں ترک تعاون میں
مگر اے مدعی اک دوسرا قرآن پیدا کر

کہیں عائد نہ ہو تجھ پر ہی فتویٰ لاتعاون کا
نہ للہ مومنوں میں اسطرح عدوان پیدا کر

ادھر تقدیر سیدھی ہو ادھر تدبیر ہو سیدھی
مگر یہ شرط ہے تو مومنوں کی آن پیدا کر

نہ چھوڑو علم کو گو چین میں جانا پڑے تم کو
حدیثِ مصطفٰے کی مدرسوں میں شان پیدا کر

جلائے نونہالوں کو نہ برقِ خرمن ہستی
حفاظت کے لئے للہ کچھ سامان پیدا کر

گُلِ فخر مکتب کے ہیں کشت آرزو اپنی
اڑا لیجائے جو ان کو نہ وہ طوفان پیدا کر

کھلیں آنکھیں تری کحل الجواہر سے حکومت کے
کوئی کرسی سر دربار میری جان پیدا کر

درِ مقصود سے امن و اماں بھر دے ترا داماں
کرے "لا تفسدوا" کا پاس و ایمان پیدا کر

رضائے یار پر قربان تا کر ڈالے ہر دم
دل پُر آرزو میں سینکڑوں ارمان پیدا کر

دُعا کے باغ کو شاداب کر اشک ندامت سے
پریشانی کے بدلے دل میں اطمینان پیدا کر

جلا ڈالے خس و خاشاک کو شعلہ فشاں ہو کر
دلِ لائق میں ایسی آگ یا رحمٰن پیدا کر

امریکہ میں اشاعتِ اسلام

جنابِ مفتی صاحب کی تازہ چٹھی

دو نو مسلم اللہ پاک غفور الرحیم کے فضل سے عاجز بخیریت ہے۔ اور احباب کرام کیواسطے دُعائیں کرتا ہے۔ جلسہ کیواسطے جو مضمون مینے لکھ کر بھیجا تھا وہ اُمید ہے کہ وقت پر پُہنچا ہوگا اور دوستوں نے جلسہ میں سُنا ہوگا یا اخبار میں پڑھا ہوگا۔ اسکے بعد دو اور عیسائیوں کو اللہ کریم کے فضل سے قبول اسلام کی توفیق ہوئی۔ ایک صاحب کا نام مسٹر رسل تھا۔ اسلامی نام غلام رسول رکھا گیا۔ اور دوسرے بزرگ کا نام مسٹر ہجن سن ہے۔ انکا اسلامی نام محمد علی تجویز ہوا ✣

ہفتہ وار جلسہ ہر اتوار کو تین بجے عام جلسہ ہوتا ہے۔ جسکا اشتہار پہلے سے روزانہ اخباروں میں کر دیا جاتا ہے۔ ایک اشتہار ایک اخبار میں ایک دفعہ کیواسطے دس روپیہ میں شایع ہوتا ہے۔ اسکے الفاظ یہ ہوتے ہیں:۔

سلسلہ احمدیہ
ہر اتوار کو ۳ بجے مکان ۴۳۴۴ ایس آدینیو

میں مفتی محمد صادق صاحب احمدی مشنری دین اسلام اور مشرقی مضامین پر لیکچر دیتے ہیں۔ داخلہ بلا ٹکٹ دعوت عام۔ سوالات کی اجازت۔ مضمون آئندہ یک شنبہ۔ اسلامی بائبل القرآن۔

یہاں کے روزانہ اخبار کئی لاکھ روزانہ چھپتے ہیں۔ اور دن میں کئی ایک ایڈیشن چھپتے ہیں۔ اخبار ڈیلی نیوز کے دن بھر میں ۱۲۔ ایڈیشن شایع ہوتے ہیں۔ لیکن اکثر صفحات سب میں وہی ہوتے ہیں۔ صرف خبروں اور تاروں کے صفحات میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔

۲۱ر نومبر کے جلسہ میں صدیقۃ النساء (مسز گاربر) نے ایک نظم اور مختصر مضمون اسلام اور احمدیت کی تعریف میں میرے لیکچر کے بعد پڑھا۔ یہ مضمون رسالہ ریویو انگریزی میں درج ہونے کے واسطے قادیان بھیجا گیا ہے۔

مضامین چند ہفتوں میں مفصلہ ذیل مضامین پر لیکچر ہوئے
۷ر نومبر ۱۹۲۰ء۔ قرآن شریف کی خوبیاں
۱۴ر نومبر ۱۹۲۰ء۔ سوانح حضرت احمد نبی اللہ
۲۱ر نومبر ۱۹۲۰ء۔ دین اسلام کی خوبیاں
۲۸ر نومبر ۱۹۲۰ء۔ مسلم طریقہ نماز
۵ر دسمبر ۱۹۲۰ء۔ اسلامی بائبل۔ القرآن۔

دُعا کا اثر ۲۸ر نومبر کے لیکچر کے بعد جو سوالات ہوئے۔ ان میں سے ایک لیڈی کا سوال یہ تھا۔ کہ کیا آپ نے آج کے سامعین کو اپنی کسی دُعا میں شامل کیا تھا۔ میں اس دُعا کا اثر محسوس کرتی ہوں۔ یہ سچ تھا کہ میں نے قبل جلسہ علیحدگی میں جا کر دعا کی تھی۔ اور اس میں سامعین لیکچر کے واسطے بھی دُعا تھی ✣

تبلیغی کارڈ مبارکباد اس ملک میں دستور ہے۔ کہ سال نو کی مبارکباد میں کارڈ چھپے ہوئے بھیجتے ہیں۔ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھانے کے لیے میں نے بھی ایک تبلیغی کارڈ چھپوا کر مشہور آدمیوں کو بھیجا ہے۔ اور کارڈ کے ساتھ کچھ لٹریچر بھی سب کو روانہ کیا گیا ہے۔

محمد صادق عفا اللہ عنہ
۲ر دسمبر ۱۹۲۰ء

اخبارِ احمدیہ

بیعتِ خلافت بعالیخدمت حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام۔ بعد سلام مسنون نہایت ادب سے گذارش ہے کہ حضور کی آخری ملاقات کے بعد جو سٹیشن بٹالہ پر اس عاجز کو نصیب ہوئی آج تک یہی سوچتا رہا کہ اختلاف درباره نبوت مسیح موعود علیہ السلام کے کس پہلو کو اختیار کرنا چاہیے۔ بنا بریں مینے چند مسلمات کی بنا پر پہلے غیر مبایعین کیلئے چند سوالات بطور حل طلب وضع کئے جن کا موضوع یہ تھا کہ حضرت مرزا صاحب کو رسل من اللہ نہ ماننے والا کیوں کافر نہیں اور ان کے سارے اعتراضات جنکی بنا پر النبوت فی الاسلام لکھی جا چکی ہے۔ قرآن کی ماتحت غلط ثابت کیا۔ اور جیسا کہ ہر ایک اعتراض قرآن کے ماتحت رد ہوتا جاتا تھا ویسا ہی مسیح موعود کی صداقت کا پرتو میرے دل پر پڑتا جاتا تھا۔ یہانتک کہ جب کل سوال وضع کر لیے تو میرے دل پر مسیح موعود کی عظمت کا ایسا گہرا اثر ہوا کہ دل کے نہاں در نہاں پردے بھی اس آفتاب صداقت کے نور سے منور ہو گئے۔ جس سے اب مجھ کو آپکی صداقت کا علم علم الیقین سے ہے۔ تعلیق محال کے طور پر کہنے کو تیار ہوں کہ آفتاب نصف النہار کا انکار کرنا ممکن ہے۔ لیکن مسیح موعود کی آفتاب صداقت کا انکار ناممکن ہے۔

پھر جب میں حضرت مسیح موعود کی تعریف میں آگے بڑھا یعنی چاہا کہ آپ کا دنیا کیلئے رحمۃ للعالمین ہونا ثابت کروں تو قرآن کریم کا ہر ایک کلمہ اسبات پر شاہد ہوتا جاتا تھا کہ مسیح موعود کی بعثت کا زمانہ وہی زمانہ ہے۔ جو آنحضرت صلعم کی بعثت کا تھا یعنی ضلال مبین بلکہ بلحاظ کثرت مذاہب اور کثرت مادہ پرستی اور کثرت بداعمالی کے اس سے بھی زیادہ تاریک تر ہے گویا قرآن کریم دنیا میں از سر نو نازل ہوا ہے اور جس رات سے نازل ہوا۔ وہ آپ کی وحی مبین ہے۔ جس نے قرآن مجید کے حقایق اور معارف کو از سر نو روشن کیا۔

پھر مینے مسئلہ خلافت پر نظر ڈالی۔ تو حضور کی بزرگی اور عظمت کی لہر میرے دل کو کشتی نوح بنا کر دار الامن قادیان میں لے گئی یعنی مینے اپنے تئیں آپکے کمترین خادموں میں تصور کیا۔

عنقریب شرف بارگاہ عالی پا کر وہ باتیں عرض کرونگا جو تاریکی تار غاروں کی طرح میری سدراہ تھیں۔ اور جن کو عبور کرنے کا خیال وہم و گمان میں بھی نہ آتا تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے نور وحی کی شمع امین میرے ہاتھ دیدی تو میں تمام ظلمات اور تاریکیوں کو پھاڑتا ہوا دار السلام میں داخل ہوا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ اب آخر حضور کے قیمتی وقت کا پاس ادب رکھ کر اس سے زیادہ نہیں چاہتا کہ یہ خط شائع ہو کر دوسروں کے لیے [illegible] ... خاکسار۔ عبدالعزیز [illegible] ... والسلام [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۲۱ء

اہلحدیث کا ناپاک الزام

اہلحدیث ۱۷ دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء میں امام جماعت احمدیہ کے متعلق یہ افترا پردازی کی گئی تھی۔ کہ آپ نے ایک شخص مرزا احمد جان سنغرادی کو ایک معجون کے ذریعہ مولوی ثناء اللہ کو ہلاک کرنے کے لئے کہا۔ اس کے جواب میں ۲۳ دسمبر ۲۰ء کے "الفضل" میں جب ہم نے اہلحدیث سے مرزا احمد جان کے احمدی ہونے اور امام جماعت احمدیہ سے تعلقات رکھنے کا ثبوت مانگا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس افترا پردازی کی قلعی کھول دی۔ تو اب ۷ جنوری سنہ ۱۹۲۱ء کے اہلحدیث میں مولوی ثناء اللہ نے احمد جان کو احمدی ثابت کرنے کے متعلق تو صرف یہ لکھ دینا کافی سمجھا ہے کہ:-

"اس حصے کا جواب دینا تو صاحب حال کا کام ہے۔"

اور اس ذمہ داری کے متعلق جو اس الزام کو شائع کرنے کی وجہ سے ان پر عائد ہوتی ہے۔ اور جس سے کئی لاکھ کے واجب الاطاعت امام پر نہایت ناپاک الزام لگا کر جماعت احمدیہ کے ہر ایک فرد کی سخت دل آزاری کی گئی ہے۔ لکھا ہے کہ:-

"اس مضمون کو ہم نے قبل تحقیق لکھا تھا قابل تصدیق نہیں۔ اسلئے خلیفہ قادیان سے بطور سوال اور استفسار کے لکھا تھا کہ میاں محمود جواب دیں کہ کیا سچ ہے۔"

اور پھر اپنے حسب ذیل الفاظ پیش کر کے کہ "ہمیں ایک مراسلت پہنچی ہے۔ جو بغرض استفسار درج ذیل ہے۔" لکھا ہے کہ "اس کلام میں استفسار کا لفظ صاف دلالت کرتا ہے کہ ہم نے اس مراسلت کو نہ تصدیق کر کے لکھا نہ صحیح جان کر۔ بلکہ میاں محمود سے استفہام کیا۔ کہ اس قصے کی اصلیت کیا ہے۔"

لیکن ہر ایک سمجھدار شخص جانتا ہے کہ کسی الزام اور پھر قتل کے سے خطرناک الزام کی تحقیق کرنے کا یہ طریق نہیں ہے کہ اسے اخبار میں شائع کر کے ہزارہا لوگوں میں پھیلا دیا جائے۔ بلکہ اس کا طریق یہ ہے۔ کہ پہلے یہ دیکھا جا کہ اس خبر کا لانیوالا کون ہے۔ اور اسکے پاس اس کی صداقت کا کیا ثبوت ہے۔ اگر اسکے بیان میں کوئی حقیقت معلوم ہوتی ہو۔ تو پھر جس شخص پر الزام لگایا گیا ہے۔ اس سے دریافت کر لیا جائے۔ اب جیسا کہ مولوی ثناء اللہ کہتے ہیں کہ انہوں نے امام جماعت احمدیہ سے استفسار کیا ہے۔ اگر ان کی غرض حق جوئی تھی۔ تو کیوں انہوں نے پہلے یہ تحقیق نہیں کی۔ کہ اس خبر کو جس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ وہ فی الواقعہ موجود بھی ہے یا نہیں۔ اور پھر کبھی وہ احمدی ہوا بھی یا نہیں۔ اور اس تحقیق کے بعد اگر کوئی شبہ پیدا ہوتا تھا۔ تو کیوں پہلے امام جماعت احمدیہ سے اس کے متعلق دریافت نہ کیا۔ اور جھٹ اخبار میں شایع کر دیا۔ ان کا فرض تھا۔ کہ جب وہ ایک الزام کو تحقیق طلب سمجھتے ہیں۔ تو پہلے اس کی تحقیق کر لیتے۔ اور پھر اخبار میں درج کرتے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اور اخبار میں شایع کر کے "یہ" کہتے ہیں۔ کہ تحقیق کے طور پر شایع کیا گیا۔ حالانکہ تحقیق کے لئے اخبار میں شایع کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ تحقیق کا تعلق سوائے امام جماعت احمدیہ کے اہلحدیث کے پڑھنے والوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ذرہ بھی نہیں تہا۔ اور امام جماعت احمدیہ سے اس کے متعلق استفسار کرنے کے ایسے طریق موجود تھے۔ جن سے کام لیتے ہوئے غیر متعلق لوگوں تک اس بات کو پہنچانے کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ لیکن مولوی ثناء اللہ نے کسی ایسے طریق سے ہرگز کام نہیں لیا۔ اور جھٹ اس ناپاک الزام کو اپنے اخبار میں درج کر کے مشہور کر دیا۔ اگر وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے اسکے متعلق دریافت کرتے۔ اور انہیں کوئی جواب نہ ملتا۔ یا ایسا جواب ملتا۔ جو ان کی تسلی کا موجب نہ ہوتا۔ تو پھر ان کا حق تہا کہ اس کو اپنے اخبار میں جگہ دیتے۔ لیکن موجودہ صورت میں تو صاف ظاہر ہے۔ کہ ان کی اصل غرض افترا پردازی کی اشاعت سے صرف یہی تھی کہ کئی لاکھ کی معزز جماعت کے واجب الاطاعت امام اور خلیفہ کے خلاف عوام میں ناپاک خیالات پیدا کریں۔ اور استفسار و تحقیق غرض بتانا محض ایک ایسا بہانہ ہے۔ جو بالکل لغو اور بیہودہ ہے۔ اور ان کے سے کیرکٹر والے لوگ اس بہانہ کو ہمیشہ سے استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔

پھر ہم کہتے ہیں۔ اگر اخبار میں شایع کرنے کی غرض تحقیق اور استفسار ہی تھی۔ تو کیا مولوی ثناء اللہ نے وہ پرچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے پاس براہ راست بھیجا۔ تاکہ آپ اس کا جواب دیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے پاس اس پرچہ کا بھیجنا تو الگ رہا۔ ہمارے دفتر میں بھی جہاں تبادلہ میں باقاعدہ اہلحدیث آیا کرتا ہے۔ بعد از وقت ارسال کیا۔ اور ہمیں بھی دوسری جگہ سے پرچہ لیکر پڑھنا پڑا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس الزام کے شایع کرنے کی غرض تحقیق اور استفسار بتانا محض بہانہ ہے۔ اصلی غرض صرف یہ تھی۔ کہ یہ افترا لوگوں میں پھیلا دیا جائے۔ اور جو جواب ہماری طرف سے دیا جاویگا۔ چونکہ وہ اہلحدیث کے خریداروں تک تو پہنچیگا نہیں۔ اسلئے لوگوں میں یہ خیال رائج ہو جاویگا۔ کہ واقعہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے قتل کے متعلق امام جماعت احمدیہ نے کوئی سازش کی تھی۔ کیا ہی عجیب بات ہے۔ کہ اس افترا پردازی کو شایع کرنے کی غرض تو مولوی ثناء اللہ یہ بتلاتے ہیں۔ کہ امام جماعت احمدیہ سے اسکے متعلق تحقیق کرانا منظور تھا۔ لیکن اخبار کو شایع کر کے ادھر اُدھر تو پھیلا دیا جاتا ہے۔ مگر آپ کو اطلاع تک نہیں دی جاتی۔ اور پرچہ کی شکل بھی نہیں دکھائی جاتی ہے۔ اس صورت میں کون شخص ہے۔ جو مولوی ثناء اللہ کی اس بات پر اعتبار کرے کہ انہوں نے اس گندے الزام کو تحقیق اور استفسار کے طور پر شایع کیا تھا۔ کیونکہ اس کے لئے ضروری تھا کہ سب سے پہلے وہ پرچہ حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس بذریعہ رجسٹری پہنچایا جاتا نہ کہ دوسرے لوگوں میں تو اسے شایع کر دیا جاتا۔ اور آپ کو اس کی خبر بھی نہ پہنچائی جاتی۔

پھر ہم پوچھتے ہیں۔ جبکہ مولوی ثناء اللہ نے اس الزام کو شایع کرتے ہوئے اس کی نسبت اپنی رائے ظاہر کی تھی کہ:-

"اس قسم کی باتیں عموماً راز میں ہوا کرتی ہیں۔"

تو پھر انہوں نے کس عقل و فکر کے رُو سے یہ خیال کیا کہ ایسی راز کی بات کے متعلق اخبار میں استفسار کرنے سے انہیں جواب مل جائیگا۔ رازداری کی باتوں کے متعلق اگر کسی کو کچھ پوچھنا ہوتا ہے۔ تو رازدارانہ طریق سے ہی پوچھا جاتا ہے۔ اور راز دارانہ رنگ میں ہی اُسے بتایا جاتا ہے۔ نہ کہ ایسے اُمور کے متعلق اخباروں میں استفسار شایع کئے جاتے ہیں۔

پس اس الزام کو راز کی بات سمجھ کر اخبار میں اس کا درج کرنا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس کی غرض تحقیق یا استفسار کرنا نہیں تھی۔ بلکہ اس راز کو افشا کرنا تھی۔ اور شایع کرنیوالا اس راز افشائی کو بڑا کارنامہ سمجھ رہا تھا۔ اور اب اس کے متعلق مولوی ثناء اللہ کا یہ کہنا کہ:۔

"ہم نے اس مراسلت کو نہ تصدیق کر کے لکھا نہ صحیح جان کر"

بالکل بے ہودہ بات ہے۔ اگر فی الواقعہ انھوں نے اسکو صحیح جان کر نہیں شایع کیا تھا تو کیوں اس رازدارانہ بات کی تحقیق انہوں نے راز میں ہی نہ کی۔ اور کیوں اسے عوام تک پہنچا دیا۔ ان سب اُمور پر نظر کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس الزام کو عوام میں پھیلانے اور شہرت دینے کی غرض سے شایع کیا گیا تھا اور گو مولوی ثناء اللہ صاحب غالباً خود بھی جانتے تھے۔ کہ یہ بات محض جھوٹ ہے۔ مگر ایسا طریق اختیار کیا گیا۔ جس سے لوگ یہ خیال کریں کہ یہ خبر واقعہ میں کچھ حقیقت رکھتی ہے۔

اگرچہ مولوی ثناء اللہ نے ۱۴ر جنوری ۱۹۲۱ء کے اہلحدیث میں اس جھوٹے الزام کو شایع کرنے کی ذمہ داری سے بچنے کے لئے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ لیکن جہاں ان کی یہ سب کوشش فضول ہے۔ وہاں اس مضمون سے یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ وہ لوگوں پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ الزام غلط نہیں ہے۔ بلکہ درست ہے چنانچہ اپنے مضمون کے اخیر میں حسب ذیل نوٹ لکھتے ہیں:۔

"سید احمد قنوجی توجہ کر کے مرزا احمد جان سے ان کی سابقہ مرزائیت کا ثبوت دلا دیں۔ ورنہ ان کی روایت بے ثبوت رہیگی"

یہاں مولوی ثناء اللہ نے یہ نہیں لکھا کہ اگر سید احمد قنوجی نے احمد جان کی سابقہ مرزائیت کا ثبوت نہ دیا۔ تو اس کی روایت جھوٹی ثابت ہوگی۔ بلکہ یہ کہا ہے کہ "ان کی روایت بے ثبوت رہیگی" گویا بات تو ٹھیک ہے۔ گو اس کا ثبوت مہیا نہیں ہو سکتا۔

کیا اس قسم کے الفاظ کی موجودگی میں بھی مولوی ثناء اللہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ لوگوں کے دلوں پر اثر ڈالنے کی کوشش نہیں کرنا چاہتے۔ کہ یہ روایت درست ہے۔ اور کیا وہ اس کی ذمہ داری سے بری ہو سکتے ہیں۔

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ مولوی ثناء اللہ نے اس الزام کو ایسے طریق میں شایع کیا ہے۔ جس سے لوگوں پر یہ اثر ہو۔ کہ یہ روایت درست ہے۔ اور امام جماعت احمدیہ کے خلاف ناپاک خیال پیدا کرنے کے لئے شایع کیا ہے اسکے سوا اس کی اور کوئی غرض نہ تھی۔ اور ان حالات میں جبکہ وہ اسکے خلاف ثبوت نہ بہم پہنچائیں۔ ہمارا حق ہے کہ ہم کہیں کہ اس افترا پردازی میں وہ خود بھی شامل ہیں۔ اور وہ تو اہل حدیث ہیں۔ کیا ان کو یہ حدیث بھول گئی ہے۔ کہ کفیٰ بالمرءِ کذباً ان یحدث بکل ما سمع۔ انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے اسقدر ہی کافی ہے۔ کہ وہ ہر سُنی سُنائی بات کو آگے دوسروں کو سُنا دے۔ جب صرف زبانی بیان کرنے والے پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فتویٰ ہے۔ تو اس شخص کا کیا حال ہے۔ جو ایسے خطرناک الزام کو اخبار میں شایع کرتا ہے۔

کلمہ میں رسول کریم صلعم کے نام کی شمولیت

اخبار پرکاش لاہور ۹ر جنوری میں "مہاراجہ کو لاہور کو اسلام کی دعوت" کے عنوان سے ایک مضمون شایع ہوا ہے جسمیں بتایا گیا ہے کہ مہاراج نے اسلام کی دعوت دینے پر جو سوال کئے ان میں سے سب سے بڑا زبردست سوال یہ تھا کہ:۔

"اگر محمدؐ کو انسان کہتے ہو تو میں مانتا ہوں بیشک وہ انسان تھے اور بڑے عقلمند اور مدبر شخص تھے لیکن مشکل یہ ہے کہ مسلمانوں نے ان کو خدا بنا کے بٹھایا ہے"

اس کی تائید میں پرکاش لکھتا ہے:۔

"اسمیں شک نہیں کہ اسلام اصولی طور پر تو حضرت محمدؐ کو انسان کا درجہ دیتا ہے۔ لیکن عملی طور پر انھیں انھوں نے خدا کا درجہ دے رکھا ہے۔ اسلام کے کلمہ میں خدا کے ساتھ حضرت کا نام شامل ہے کوئی انسان توحید پرست نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ وہ حضرت کو خدا کا رسول تسلیم نہ کرے"

یہ بجا اور درست ہے۔ کہ اسلام اصولی طور پر آنحضرتؐ کو انسان مانتا ہے۔ بلکہ فروعی طور پر بھی۔ مگر یہ غلط اور سراسر غلط ہے۔ کہ عملی طور پر مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا یا خدا کا شریک سمجھتے ہیں۔ پرکاش نے اپنے دعوے کے ثبوت میں کلمہ شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کا شامل ہونا بتایا ہے۔ لیکن یہ اسکی جہالت اور بے علمی کا نتیجہ ہے۔ اگر وہ کلمہ کے معنی جانتا۔ تو ہرگز ایسی بے ہودہ بات نہ لکھتا۔ کیونکہ کلمہ جو اسلامی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی ایسی صفت منسوب نہیں کی گئی۔ جس سے آپ کی خدائی ظاہر ہوتی ہو۔ بلکہ کلمہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ "اللہ" یعنی معبود جس کی پرستش کرنی چاہیئے۔ صرف ایک ہی ہے۔ اور محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم باوجود اپنے جمیع کمالات ذاتیہ و صفاتیہ واضافیہ کے محض "عبدہٗ" یعنے اسکے بندے ہیں۔ اب ہر ایک شخص جو ذرا بھی عقل رکھتا ہے۔ بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ کلمہ میں رسول کریمؐ کو خدا یا خدا کا شریک نہیں قرار دیا گیا۔ بلکہ نہایت ہی اعلیٰ طریق سے اس خطرہ کا ہمیشہ کے لئے سدباب کر دیا گیا ہے۔ کہ کوئی آپ کو اسی طرح معبود نہ قرار دے لے۔ جس طرح اور کئی انسانوں کو بعد میں آنیوالوں نے قرار دے لیا۔ کیونکہ خدا کے ایک ہونے اور رسول کریم کے خدا کا بندہ ہونے کا اقرار ہر ایک مومن کے لئے ضروری رکھا گیا۔ اور ظاہر ہے کہ جو خدا کو ایک مانتا ہے اور رسول کریمؐ کو خدا کا بندہ سمجھتا ہے وہ ہرگز اس جرم کا مرتکب نہیں ہو سکتا کہ رسول کریمؐ کو خدا بنا کے بٹھائے کیونکہ اللہ اور بندے کا فرق ظاہر و باہر ہے اں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں عبودیت کے ساتھ ایک اور صفت یہ ہے کہ وہ خدا کے رسول ہیں۔ اور جس طرح کوئی کسی کے بھیجے ہوئے کو اصل قرار نہیں دے لیتا۔ اسی طرح وہ شخص جو ایک انسان کو خدا کا بھیجا ہوا یعنی رسول مانتا ہے وہ بھی اس رسول کو خدا نہیں سمجھ سکتا۔ اور اسکے متعلق یہ کہنا کہ وہ چونکہ ایک شخص کو خدا کا رسول مانتا ہے اسلئے وہ اسے خدا یا خدا کا شریک سمجھتا ہے۔ سخت نادانی ہے۔ باقی رہا یہ کہ جب تک رسول کریمؐ کی رسالت پر کوئی ایمان نہ لائے۔ اسوقت تک توحید پرست نہیں ہو سکتا۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ خدا کے حسن و جمال قوت و شوکت

کلام الامام

ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن کے خطبہ نکاح پر حضور نے بعد تلاوت آیات ماثورہ فرمایا:۔

خداتعالیٰ کی نعمتیں اور اس کی رحمتیں اتنا وسیع حلقہ رکھتی ہیں۔ بلکہ ان کو حلقہ نہیں کہنا چاہیئے کہ حلقہ حد پر دلالت کرتا ہے کہ کوئی انسان ان کی حد بندی نہیں کر سکتا۔ جب کبھی خداتعالیٰ کا فضل کسی بندے پر ہوتا ہے۔ جب تک خدا کی نعمتوں سے انسان انکار نہیں کرتا۔ خدا اس سلسلہ کو بند نہیں کرتا۔ ایسے انعامات پر اگر نظر کی جائے۔ تو حیرت آتی ہے۔ کہ کن کن ذرائع سے مدد کرتا ہے۔ انسانی مددیں انسانی نصرتیں محدود ہیں بڑے بڑے بادشاہ دنیا میں لوگوں پر خوش ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی خوشی کی عملی خبر لوگوں کو نہیں پہنچتی۔ انعامات ایسے محدود ہوتے ہیں اور نتائج ایسے خراب کہ کچھ کہا نہیں جاسکتا فوجوں میں لوگ شامل ہوئے۔ خوشیاں منائیں۔ قربانیاں کیں مگر کیا نتیجہ نکلا۔ ہزاروں لاکھوں انسان جو مر گئے گورنمنٹ برطانیہ ان کو کیا انعام دے سکتی ہے۔ بہت بڑی قدردانی کی تمغہ منظور کیا۔ مرنے والا مر گیا۔ اب یہ تمغہ اسکے کس کام۔ مگر جو خدا کے ہو جاتے ہیں۔ ان کے اوپر جو خدا کی برکتیں ہوتی ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چلتی ہیں۔ اور کوئی حد بندی ان کی نہیں ہوتی۔

نادان کہتا ہے کہ محدود اعمال کے نتائج غیر محدود کیوں ہوں۔ حالانکہ وہ نہیں جانتا۔ کہ محدود کے نتائج غیر محدود نہیں بلکہ غیر محدود ہستی کی طرف سے غیر محدود انعام ملتے ہیں۔ معترض انسان کو دیکھتا ہے۔ دینے والے کو نہیں دیکھتا۔ دو آدمیوں کا معاملہ ہو۔ تو بڑے کی جانب نظر کی جاتی ہے۔ پس جب خدا اور بندے کا معاملہ پیش ہو تو نادان یہ کیوں نہیں دیکھتا کہ بندے کے ساتھ معاملہ کرنیوالا خدا ہے۔ وہ خود بھی غیر محدود اسکے انعامات بھی غیر محدود۔ کوئی نعمت ایسی نہیں۔ جس کی نسبت خدا نے فرمایا ہو کہ میں یہ نہیں دونگا۔ دنیا کے بادشاہوں کی طرف سے ایسی تقسیم اور حد ہوتی ہے۔ مگر خدا کی طرف سے کوئی حد نہیں۔ صرف یہ ہے کہ انسان قابلیت اور اہلیت رکھے بادشاہت کی ضرورت ہے بادشاہت دیگا۔ اگر علم کی ضرورت ہے علم دیگا۔ اگر غیب کی ضرورت ہے تو اسے بھی اس موقعہ پر حوالہ کر دیتا ہے۔ جتنے غیب کی ضرورت پیش آئے۔ اتنا اس وقت دے دیتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ سب نمونے موجود ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے زمانے میں کتنے لوگوں نے مخالفت کی۔ مگر مخالفت کا نتیجہ کیا ہوا۔ حضور کی کامیابی اور مخالفین کی ناکامی۔ علماء مقابل پر کھڑے ہوئے۔ اور حضرت صاحب کو جاہل کہا۔ خدا نے فرمایا اگر یہ جاہل ہے تو ہم اسے اپنے خزانے سے علم دیتے ہیں اب آؤ اس کا مقابلہ کرو۔ چنانچہ حضور نے انعام پر انعام مقرر کرکے کتابیں لکھیں۔ اور تحدی کی کہ ان کی مثل لاؤ۔ مگر ان مدعیان علم سے کوئی مقابلہ پر نہ آسکا۔

کچھ عرصہ ہوا۔ یہاں ہارگولی اینچ آیا۔ میں نے اسے پوچھا کہ مشاہدہ بڑی چیز ہے یا قیاسی بات۔ کہنے لگا۔ مشاہدہ۔ اسپر میں نے کہا۔ معجزات پر آپ کو شک ہے۔ اگر ان کا مشاہدہ آپ کو ہو جائے۔ تو پھر آپ کو ماننا پڑیگا۔ اسپر وہ کہنے لگا۔ کیا قرآن میں جو کچھ ہے۔ اس کا مشاہدہ ہو سکتا ہے میں نے کہا ہو سکتا ہے قرآن کا ایک معجزہ یہ ہے۔ کہ اسکے مقابلہ میں کوئی کلام نہیں لاسکتا۔ یہ معجزہ اس زمانے میں بھی دکھایا گیا چنانچہ حضرت مسیح موعود نے دعوے کیا۔ اور انعام پر انعام مقرر کرکے اپنی کتاب کی مثل لانے کا چیلنج دیا۔ چنانچہ وہ کتابیں اب بھی لاجواب پڑی ہیں۔ آپ کو بھی عربی دانی کا دعویٰ ہے۔ آپ ہی ہمت کریں۔ تو یہ ایک خزانہ تھا۔ کون ان خزانوں کی حد بندی کر سکتا ہے۔ کیا کسی بندے کو کوئی بادشاہ یہ علم دے سکتا ہے وہ تو اپنے لئے بھی نہیں لاسکتا۔ بادشاہ جرنیلوں کو بھیجتے ہیں۔ اور وہ میدان جنگ میں مارے جاتے ہیں۔ لیکن خداتعالیٰ اپنے بندے کو بھیجتا ہے اور ساتھ ہی اعلان فرماتا ہے کہ بچایا جائیگا۔ پھر وہ بندہ باوجود معاندین کی سخت مخالفتوں اور کوششوں کے ان کے حملوں سے محفوظ رہتا ہے۔

مولوی عمرالدین صاحب ہماری جماعت کے نہایت جوشیلے اور مبلغ ممبر ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ سلسلہ میں داخل ہونے سے پہلے میں مولویوں کا مداح تھا۔ اور مولوی محمد حسین بٹالوی سے تعلق تھا۔ ایک دفعہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور عبدالرحمن سیاح آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ مرزا صاحب کو چپ کرانے کی کیا تجویز ہو۔ عبدالرحمن نے کہا میں بتاتا ہوں۔ مرزا صاحب اعلان کر چکے ہیں کہ میں مباحثہ نہیں کرونگا اب انہیں مباحثہ کا چیلنج دیدو۔ اگر تو وہ تیار ہوگئے۔ تو انہیں ان کا قول یاد دلا کر نادم کیا جائے۔ کہ ہم پبلک کے سامنے یہ دکھانا چاہتے تھے کہ آپ کو اپنے قول کا پاس نہیں۔ اور اگر مباحثہ سے انکار کیا تو ہم اعلان کر دینگے کہ دیکھو ہمارے مقابل پر آنے کا حوصلہ نہیں۔ میں (عمرالدین) نے کہا۔ مجھے کہو۔ تو میں انہیں جا کر مار آتا ہوں۔ جھگڑا ہی ختم ہو جائے۔ اسپر وہ کہنے لگے۔ تمہیں کیا معلوم۔ ہم یہ سب تدبیریں کر چکے ہیں۔ کوئی سبب ہی نہیں بنتا۔ یہ سنتے ہی مولوی عمرالدین کہتے ہیں کہ میرے دل پر حضور (مسیح موعود) کی صداقت کا اثر ہو گیا۔ کون دنیا کا بادشاہ ہے جو کسی کی نسبت تو کجا اپنی نسبت بھی تحدی کے ساتھ اعلان کر سکے کہ میں بچایا جاؤنگا۔ مگر خدا اپنے بندے کی زبان سے لوگوں کو چیلنج دیتا ہے۔ کہ تم فرادیٰ فرادیٰ اور پھر اکٹھے میرے خلاف منصوبہ بازی کر لو۔ خواہ میرے گھر کے لوگ بھی میرے خلاف ہو جائیں۔ میں سب سے بچایا جاؤنگا۔ واللہ یعصمک من الناس ولو لم یعصمک الناس۔ الناس میں سب ہی شامل ہیں۔ اپنے بیگانے گھر کے لوگ۔ گھر سے باہر کے لوگ۔

غرض خدا کی نعمتوں کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ دیکھو انسان کی ایک یہ بھی خواہش ہوتی ہے۔ کہ اس کی باتیں مانی جائیں۔ اور مقبولیت حاصل کریں۔ مگر یہ کوئی انسان دنیا میں اپنے زور و قوت سے نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ظاہری جسم پر قبضہ ہوگا۔ مگر دلوں پر قبضہ نہیں ہو سکتا۔ پس خدا اپنے رسول کو اس انعام سے بھی ممتاز کرتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا"۔

کئی باتیں ہوتی ہیں۔ جو دنیا کے لئے مفید ہوتی ہیں۔ مگر رسم و رواج کے خلاف ہوتی ہیں۔ اسلئے پہلے انکار ہوتا ہے۔ لیکن آخر لوگ مان جاتے ہیں۔ مثلاً سر سید احمد خان نے کہا کہ انگریزی پڑھنی چاہیئے۔ ابتداء میں بے شک بعض لوگوں نے مخالفت کی۔ لیکن یہ وہ بات تھی۔ جس کی تائید میں زمانہ کے حالات تھے۔ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ ہمارے ہمعصر انگریزی پڑھ کر فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ملازمت بھی بغیر انگریزی پڑھے نہیں مل سکتی تو آخر سر سید کی بات مان لی۔

اب یہ کامیابی جو ہے۔ معجزہ نہیں نشان نہیں۔ یہ کامیابی پانے والا زیادہ سے زیادہ ایسا دانا کہلا سکتا ہے۔ جس نے دنیا کے خیالات کو پہلے پڑھ لیا۔ خدا کی طرف سے وہ بات معجزہ کہلائیگی۔ جو لوگوں کے خیالات اور رسم و عادات کے خلاف ہو۔ اور جسے ماننے کے لئے لوگ تیار نہ ہوں۔ اور نہ زمانے کے حالات اس کے متساعد ہوں۔ مثلاً حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ السلام) نے فرمایا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ وہ بات ہے جس کے مسلمان بھی قائل نہ تھے۔ اور دوسرے مذاہب والے تو اس سے پہلے وحی کا سلسلہ بند کر چکے تھے۔ پھر یورپ کا یہ زور کہ انہوں نے ہائر کریٹیسزم کے ماتحت تورات و انجیل کے الہام کی دھجیاں اڑادی تھیں اور خواب و رؤیا کو ایسا بے اعتبار ثابت کیا۔ کہ بعض لوگوں کو خواب کرا کے دکھا دیا۔ باوجود ان خیالات کے حضرت صاحب نے ثابت کر دیا۔ کہ الہام و وحی کا سلسلہ جاری ہے۔ اور وہ دماغی بناوٹ سے بالاتر ہے۔ غرض ماموران الٰہی دنیا جدھر چلے اس کے مقابل چلتے ہیں۔ وفات مسیح منوانا حضرت صاحب کا بڑا کام نہیں۔ بلکہ مسیحیت منوانا مشکل تھا جو آپ نے کئی لاکھ کی جماعت سے منوا لی۔ بعض دفعہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے کونسا بڑا کام کیا۔ وفات مسیح تو سرسید بھی مانتا تھا۔ اور اس کے ہمخیالوں کی بہت سی تعداد مانتی ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ وفات مسیح تو آپ کی راہ میں درمیانی روک تھی۔ مسیحیت منوانا بڑا کام تھا۔ اور آنحضرت کے بعد نبوت کا اجراء جو آپ نے کیا۔

الغرض خدا تعالے کی رحمتیں بہت وسیع ہوتی ہیں اس کے انعامات کی کوئی حد نہیں۔ اس لئے تمام کاموں میں انسانوں کی نظر خدا پر ہی پڑنی چاہیئے۔ کیونکہ سب چیزیں زوال پذیر ہیں۔ مگر خدا کے خزانے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ بعض لوگوں کو اپنے علم پر غرور ہوتا ہے۔ بعض کو دولت پر۔ مگر کیا معلوم کہ شام کو ایک شخص دولتمند سوئے اور صبح غریب ہو۔ ابھی ایک عالم فاضل محققانہ تقریر کر رہا ہو۔ اور دوسرے روز پاگل ہو جائے۔ ۱۹۱۴ء میں میں نے ایک رؤیا میں دیکھا۔ کہ ایک بڑا شخص ہے اس کی شکل مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی سے ملتی جلتی ہے۔ اور وہ پاگل ہو گیا ہے۔ اتنے میں میں نے دیکھا۔ کہ ابلیس حملہ کرتا ہے۔ میں بار بار لاحول پڑھتا ہوں۔ وہ رکتا نہیں۔ آخر اعوذ پڑھا۔ تو وہ دور ہوا۔ سو اس وقت کس کو معلوم تھا۔ کہ سید محمد احسن کی یہ حالت ہو جائیگی۔ غرض علم وغیرہ ایک دم جاتے رہتے ہیں۔ البتہ اللہ پر جن کی نظر ہو۔ ان کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا۔ دیکھو ہزاروں نبی گذرے ہیں۔ کوئی ان میں سے مخبوط الحواس نہیں ہوا۔ کیونکہ ان کو جو کچھ ملا۔ خدا کے خزانے سے ملا اور وہ ہر وقت خدا کے خزانے سے حصہ پاتے تھے۔ پس خوب یاد رکھو۔ کہ ہر کام جبھی بابرکت ہو سکتا ہے۔ کہ خدا پر نظر ہو۔ یہی ایک چیز محفوظ رکھنے والی ہے۔

تمہارے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کامل نمونہ ہیں۔ آپ نے ہر کام سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سکھائی اور آخر میں الحمد للہ تا اول و آخر خدا پر نظر رہے۔ دنیا میں سب سے غافل کرنے والی دو چیزیں ہیں۔ ایک قویٰ کا زور شہوت۔ دوم نیند۔ دونو موقعہ پر رسول اللہ نے تعلیم دی۔ کہ خدا کا نام لو۔ اور اس سے طاقت و حفاظت چاہو۔

یہی شادی و بیاہ کا معاملہ ہے۔ اب کسی کو انجام کیا معلوم۔ ممکن ہے۔ انسان جسے رحمت سمجھتا ہو۔ وہ زحمت ہو جائے۔ جسے نعمت خیال کیا وہ نقمت بن جائے۔ اس موقعہ پر بھی یہی تعلیم دی کہ خدا پر نظر رکھو۔ اور اسی کی حمد کرتے ہوئے اس سے استعانت و استعاذہ چاہو اور اے لوگو تقویٰ کرو۔ کس کا؟ رب کا۔ کیوں؟ وہ ربوبیت کرنے والا ہے۔ رب بھی تمہارا وہ رب جس نے تم کو بھی پیدا کیا۔ اور تمہارے بڑوں کو بھی اور پھر آئندہ بھی وہی خالق ہے۔ نکاح میں تین باتیں ہیں۔

(۱) تمہاری قوتیں اس قابل ہوں کہ نکاح کرو۔ اور اس خاص عورت سے نباہ کر لو۔

(۲) بیوی کی قوتیں نکاح کے قابل ہیں۔ اور وہ تمہارے ساتھ نباہ کر سکتی ہے۔

(۳) دونو کے ملاپ سے جو نتیجہ نکلے گا۔ وہ بابرکت ہوگا۔

اب یہ تین چیزیں ہیں۔ کس کو معلوم ہے۔ کہ اس وقت کیا نتیجہ نکلے گا۔ انسان سمجھتا ہے۔ کہ میں نے سب کچھ دیکھ بھال لیا ہے۔ مگر نتیجہ کچھ اور نکل آتا ہے۔ بعض اوقات دوسرے کی نسبت غلط فہمی ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات خود اپنی نسبت یعنی انسان اپنے آپ کو نباہ کے قابل سمجھتا ہو اور در اصل نہیں ہوتا۔ وہ سمجھتا ہے۔ میں یہ کام کر سکتا ہوں اور کر کچھ بھی نہیں سکتا۔ اسی طرح بعض عورتیں ہیں۔ شکل بھی ہے۔ سلیقہ بھی ہے۔ مگر نکاح کے بعد مسلولہ ہو جاتی ہیں یا کوئی اور نقص نمایاں ہو جاتا ہے۔ یا آپس میں طبائع نہیں ملتیں۔

اور بعض وقت یوں ہوتا ہے۔ کہ میاں بیوی کا عاشق اور بیوی میاں پر قربان۔ مگر اولاد خراب ہو جاتی ہے جس کا علاج سوائے اس کے کیا ہے۔ کہ خدا ہی سے مدد چاہی جائے۔ اور اسی پر بھروسہ رکھیں۔ اور اسی کے دروازے پر نظر ہو۔ کہ وہ سب نقصوں کو دور کرے۔ اور نیک نتیجہ نکلے اسی لئے ان آیات میں یہ تعلیم دی۔ کہ جن باتوں کی نسبت تمہیں خدشہ ہو سکتا ہے۔ وہ تینوں خدا کے قبضہ میں ہیں۔ اس نے تمہیں بھی پیدا کیا۔ (خلقکم من نفس واحدة وخلق منها زوجها) اور پھر اولاد کو (وبث منهما رجالا كثيرا ونساء)

پس اسی خالق کے سامنے جھکو۔ وہی سب کام ٹھیک بنا دیگا یہ نہایت اعلےٰ درجہ کی تعلیم ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمیں ملی۔

یہ آیات بظاہر کس قدر مختصر ہیں۔ مگر ان میں وہ خزانے مخفی ہیں۔ کہ میں نے دیکھا ہے۔ جب میں خطبہ نکاح کیلئے کھڑا ہوتا ہوں۔ نئے سے نیا نکتہ سوجھتا ہے۔ اگر کوئی غور کرنیوالا ہو۔ تو یہی معجزہ اسلام کی سچائی کیلئے زبردست ثبوت ہے تین آئتیں رسول کریم نے تجویز فرمائیں۔ اور ان تین آئتوں کی تفسیر ختم نہیں ہو سکتی۔

اسکے بعد حضور نے ایجاب و قبول کرایا۔ (الفضل)

نامۂ صادق از امریکہ

جناب مفتی محمد صادق صاحب نے حسب ذیل مضمون سالانہ جلسہ پر سُنانے کے لئے بھیجا تھا جو ۲۸ر دسمبر کو سُنا دیا گیا - (ایڈیٹر)

خلافت محمودؐ میں سُورج کبھی غروب نہیں ہوتا

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - اللہ پاک کی خاطر اور اسکے مُرسل مامور کی خاطر میں قادیان میں رہنے اور زندگی بسر کرنے کا شیدائی - آج اپنے دوستوں اور پیاروں اور بال بچوں سے اتنا دُور ہوں کہ اگر اسوقت آپ صاحبان پر سورج چمک رہا ہے تو میں شب تاریک میں ہوں - اور اگر آپ پر رات ہے - تو میں روز روشن میں ہوں - بطفیل مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و ببرکت خلافت حقہ راشدہ آج تبلیغ اسلام پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا - اگر مشرق کے مبلغین بستر راحت پر ہوتے ہیں تو مغرب کے مبلغین مصروف بہ تبلیغ ہوتے ہیں اور جب مغرب کے مبلغین اپنا کام ختم کرتے ہیں - تب مشرق کے مبلغین لیکچروں کے لئے کھڑے ہوتے ہیں - یہ کبھی نہ غروب ہونیوالا سورج باواز بلند خلافت محمود کی تصدیق کر رہا ہے صداقت کی اشاعت کیواسطے کس طرح صادق مغرب پر چمک رہا ہے - سوچو اور غور کرو - کیا تائید الٰہی کے بغیر یہ خدمت دین اسلام کسی کو حاصل ہو سکتی ہے -

مَیں کیوں قادیان سے باہر ہوں

مَیں تو قادیان میں رہنے قادیان میں مرنے اور مسیح موعود کے قدموں میں دفن ہونے کا خواہش مند تھا - اور ہوں - پھر کیوں میں قادیان سے اتنا دور ہوں - میری سمجھ میں بھی نہ آتا تھا کہ کوئی شخص کس طرح قادیان سے باہر رہ سکتا ہے - مَیں ان لوگوں کو طعن اور ملامت کرتا تھا جو قادیان میں نہ رہتے - اور ہو سکتا ہے - کہ یہ اس کی سزا ہو - مگر تشفی ہے - تو اس امر میں کہ جس کی خاطر قادیان میں رہتا تھا - اسی کی خاطر قادیان سے باہر آنا ہے - گویا آیت شریفہ رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا ہ

کی عملی تفسیر عاجز کی زندگی میں نمودار ہو رہی ہے - فالحمد للہ علی ذالک ؂

انگلستان کی رہائش

تین سال کا عرصہ عاجز ملک انگلستان میں رہا - اور اس عرصہ میں جو کچھ کام بھلا یا بُرا ہوا - وہ سب رپورٹوں میں چھپتا رہا ہے اُسکے دہرانے کی ضرورت نہیں - اللہ پاک کے حضور میں سوالی ہوں کہ اس زندگی کی نیکیاں قبول ہوں اور بدیاں معاف ہوں - وھو خیر المحسنین - اللہ تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ رکھتا ہوں - کہ لنڈن مشن کی بنیاد ایسی مستحکم ہو چکی ہے کہ وہاں کا کام انشاء اللہ تعالےٰ دن بدن ترقی کریگا - اور اس میں تنزل نہ ہو گا ؂

گو ابتداءً لنڈن آتے وقت میں بہت سے جنگی خطرات کے زمانہ میں آیا - میرا جہازی سفر ایسا تھا - کہ ہر قدم پر ملاح ڈُوبنے کا خوف ظاہر کرتے تھے - اور لنڈن کی زندگی ایسی تھی - کہ ہر شب دشمنوں کے ہوائی جہازوں کے بمب گرنے کا خطرہ رہتا تھا - لیکن اب جب میں لنڈن کی سہ سالہ زندگی کی طرف نگاہ کرتا ہوں - تو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ وہ ایام بہت آرام اور راحت کے ساتھ گذرے اس راحت کے عطاء کرنے میں بہت سارا حصہ ایک نیک اور محنتی رفیق کی قابل قدر رفاقت کا تھا - قاضی عبداللہ صاحب علاوہ تبلیغی کاموں کے تمام انتظام خانہ داری کا کرتے - اور چونکہ وہ مجھ سے قبل ایک عرصہ سے انگلستان میں رہتے تھے - ان کی واقفیت تمام امور میں بڑھی ہوئی تھی - جس سے مجھے مدد ملی - اور میں بے فکری کے ساتھ تحریر کے کام میں یا سیر اور ملاقاتوں میں مصروف رہتا ؂

لنڈن میں سردی سے ایسا نرسان تھا کہ موسم سرما میں کسی ایسے شہر کو چلا جاتا تھا - جہاں سردی کم پڑتی ہو - اور قاضی صاحب کی رفاقت کے سبب یہ امر میرے واسطے آسان ہوتا تھا - کیونکہ میرے باہر جانے کے زمانے میں وہ لنڈن کے کام کو سنبھالے رہتے تھے - علاوہ اس کے لنڈن میں خود برٹش رعایا ہونے کے سبب ہر طرح کی آزادی حاصل تھی -

انگلستان سے روانگی کے وقت ایک بڑی تعداد دوستوں کی میری جدائی پر چشم پُرآب تھی - اور ان کے محبت بھرے ایڈریس اور خطوط ابتک میرے پاس ہیں -

انگلستان سے نکلنا میرے لئے تکالیف کا آغاز تھا - اور آج تک کہ انگلستان سے نکلے ہوئے مجھے نو ماہ گذرے ہیں ہنوز وہ آرام مجھے حاصل نہیں ہُوا - جو وہاں تھا - میں اس پر شاکی نہیں - ہر حال میں خوش ہوں - اور اس راہ میں ہر قسم کی زندگی بسر کرنے کو طیار ہوں - بارہا اس راہ میں میں اپنے لئے موت کو اختیار کر چکا ہوں - اور اب بھی ہر وقت مرنے کو تیار ہوں - مگر بقول خلیل صادق شاید ہمارے خون ایسے خوش رنگ نہیں کہ شہادت کا شرف ہمیں حاصل ہو -

ذکر حبیب

اگر ان باتوں کا تذکرہ ہے تو صرف احباب کی اطلاع کے لئے اور آئندہ مشنریوں کی واقفیت بڑھانے کے لئے - ورنہ اپنے لئے تو آرام اور تکلیف اس راہ میں سب یکساں ہو رہے ہیں ؎

اے محبت عجیب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم برہ یار تو یکساں کردی

وہ پیارے مسیح کی مقدس مجلسوں اور پاک صحبتوں کی لذت جب میرے لئے باقی نہیں رہی - تو وہ کونسا آرام اور خوشی ہے - جس کی خواہش مجھ میں ہو - مجھ سے بڑھ کر خوش قسمت کون ہے - جس نے خدا کے پاک مسیح اور اللہ کے نبی احمدِ محمدؐ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی پُرلطف صحبتوں کو حاصل کیا - حضر میں اور سفر میں - مسجد میں اور بازار میں آبادی میں اور جنگل میں - ریل میں اور یکہ میں اس کی دلربا باتوں کو سُنا - اس کی محبت کے کرشمے دیکھے - وہ لطف و احسان کے کلمات میں کبھی بھول نہیں سکتا - کبھی فرمانا - "مفتی صاحب آپ میرے ساتھ اندر چلیئے - میں نے آپ کے واسطے آموں کا ٹوکرا منگوایا ہے" - گائے کے دودھ کا بھرا ہُوا لوٹا لانا - اور ایک گلاس بھرا ہُوا مجھے دینا اور فرمانا "آپ یہ پی لیں - میں اور دیتا ہوں" - کسی وقت کھانے کی سینی خود دست مبارک سے اٹھائے ہوئے لا کر میرے آگے رکھنا اور فرمانا "کہ آپ کھانا شروع کیجئے - میں اندر سے پانی لاتا ہوں" - بعض دفعہ مجھے اندر بلایا اور فرمایا "میں ضروری مضمون لکھتا ہوں - آپ نقل کرتے جائیں آپکا خط پاکیزہ ہے" - شام کو بیٹھے - مضمون لکھتے لکھتے فجر کی اذان ہو گئی - تب معلوم ہوا - کہ رات گذر گئی - میری

والدہ مرحومہ کو ایک دفعہ فرمایا کہ ماں کو بیٹا بہت پیارا ہوتا ہے۔ مگر میرا دعوےٰ ہے کہ صادق جس قدر تم کو پیارا ہے۔ اس سے بڑھ کر مجھے پیارا ہے۔" اللہ اکبر۔ کیا حسن اخلاق کا پاک نمونہ تھا۔ جس کی نظیر انسانوں میں ملنی مشکل ہے۔ بیشک وہ خدا کا نبی تھا۔ اور الٰہی اخلاق کا ظہور اسکے وجود سے تھا۔

میں کیا لکھنے لگا تھا۔ اور ذکر حبیب کے ذوق میں کدھر نکل گیا۔ میرا مطلب اس ذکر سے صرف یہ ہے کہ مسیح موعود کی پاک صحبتوں کے بعد کسی دنیوی لذت کی کوئی قدر مجھے نہیں رہی۔ آرام یا تکلیف میں باقی کے دن جیسے بھی ہیں گذر جائینگے۔ ان حالات کا ذکر صرف احباب کے تجربہ اور فکر کے بڑھانے کے واسطے ہے۔

امریکہ کا سفر

جہاز کی سواری بالخصوص ایسے ایام میں جبکہ ہوا تیز ہو۔ میرے واسطے ایک مصیبت کا سامنا ہوتا ہے۔ اتفاق سے مجھے جہاز ایسا ملا۔ جس نے بعض سرکاری ضرورتوں کی خاطر ادھر اُدھر کے بندر گاہوں میں اتنے چکر لگائے کہ پانچ روز کا سفر اُنیس روز میں طے ہوا۔ ہوا تیز تھی۔ اسواسطے جہاز کی حرکت سے سر کا چکرانا۔ جی متلانا۔ قے ہونا اور کئی قسم کی تکالیف ہوئیں۔ کئی دن بستر سے سر اُٹھانا مشکل ہو گیا اول تو کچھ کھانے کی خواہش ہی نہ ہوتی۔ اور جو کچھ تھوڑا بہت کھایا جاتا۔ وہ بھی لیٹے ہی لیٹے۔ اس سے بڑھ کر دوسری تکلیف یہ کہ جہاز میں جو کچھ کھانا ملتا۔ اس میں سے گوشت اور گوشت سے بنی ہوئی اشیاء شوربا وغیرہ سب چھوڑنی پڑتیں۔ کیونکہ وہ مشکوک تھیں۔

احمدیہ جہاز

ان سب حالات کو دیکھ کر اور پہلے اسکے ساتھ راہداری کی تکالیف کو پا کر مجھے بارہا خیال آیا کہ ہمیں ایک اپنا احمدیہ جہاز بنانا چاہیئے جو ہمارے مشنریوں کو مختلف ممالک میں پہنچائے۔ اور احمدیوں کو حج کے واسطے بمبئی سے جدہ لیجائے۔ اور حسب گنجائش احمدیوں کے علاوہ دوسرے مسافر بھی لے جا سکتا ہوں۔ یہ جہاز بڑے سائز کا ہونا چاہیئے تاکہ اس میں جنبش کم ہو۔ اور آج تک جس قدر ترقیات جہاز سازی میں ہو چکی ہیں۔ وہ سب اس میں شامل ہونی چاہئیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل پر امید رکھتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں کہ ایسا جہاز تیار ہو جائے۔

امریکہ میں تبلیغ اسلام

جب سے کہ عاجز انگلستان سے جہاز پر سوار ہوا ہے۔ اسوقت تک چالیس مرد و زن دین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اور ان کے علاوہ دس مسلمان سلسلہ حقہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ جو اصحاب عیسائیت سے مسلمان ہوتے ہیں۔ ان کو براہ راست احمدی مسلمان بنایا جاتا ہے۔ نہ کہ پہلے مسلمان۔ اور پھر کسی دوسرے زمانہ میں احمدی۔ ایسا ہی جو اصحاب یہودیت سے مسلمان ہوتے ہیں۔ ان کو بھی براہ راست احمدی مسلمان بنایا جاتا ہے۔ نہ کہ پہلے عیسائی۔ پھر مسلمان۔ اور پھر احمدی۔ ان نومسلموں میں سے مفصلہ ذیل اصحاب خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

(۱) مسٹر رانج فورڈ۔ یہ صاحب میرے زمانہ رد کاوٹ میں کنارہ سمندر پر ملے تھے۔ کتاب ٹیچنگز آف اسلام پڑھ کر مسلمان ہوئے۔ اور اسقدر شوق اسلام کا ان کو ہو گیا تھا کہ انہوں نے ارادہ کیا۔ کہ جس شہر میں عاجز تبلیغ کا کام کریگا۔ اسی میں وہ اپنا کاروبار کرینگے۔ اور مجھے تبلیغ میں مدد دینگے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ بعض قانونی پیچیدگیوں کے سبب انہیں داخلہ ملک کی اجازت نہ ہوئی۔ مگر ان کے خطوط برابر آتے ہیں۔ اور اب تک ان کی خواہش ہے۔ کہ جب ان کو موقعہ ملیگا۔ اپنے آپ کو اشاعت اسلام کے کام کے واسطے وقف کر دینگے۔

(۲) مسز سو بولیوسکی۔ جس کا اسلامی نام فاطمہ مصطفےٰ عاجز نے اپنی ایک خواب کو پورا کرنے کے واسطے رکھا۔ یہ معزز خاتون اپنی محنت کی کمائی میں سے ہفتہ وار چندہ دیتی ہے۔ اس ملک میں تنخواہیں ہفتہ وار ملتی ہیں۔ ساری نماز عربی میں یاد کر چکی ہے۔ اور باقاعدہ نماز پڑھتی ہے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خدمت میں دو دفعہ پانچ پانچ ڈالر روانہ کر چکی ہے۔ اور حضور کی ایک خواب کے پورا ہونے میں وہ نذرانہ بھی شامل تھا۔ یہ عزیز بہن بیمار ہے احباب کرام سے درخواست ہے۔ کہ اس کی شفاء کیواسطے[لہ] اسی وقت ہاتھ اُٹھا کر دُعا کریں۔ امید ہے۔ اللہ تعالیٰ کیسی کی سُنے۔ اور اُسے فوری شفا حاصل ہو۔ ہو الشافی۔

(۳) مسٹر جیمز صادق۔ یہ نوجوان رُوسی پیدائش کے ایک عرصہ سے اس ملک میں رہتے ہیں۔ رسٹارانٹ میں ملازم ہیں۔ فرصت کے اوقات میں ہر روز کچھ نہ کچھ خدمت دینی کرتے ہیں۔ اور اتوار کے دن جلسہ کا انتظام سب ان کے سپرد ہوتا ہے۔ شوق کے ساتھ عربی اور اُردو زبان سیکھ رہے ہیں تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کا خود مطالعہ کر سکیں۔

(۴) میڈم صدیقۃ النساء۔ یہ معزز خاتون نماز کا ایک حصہ یاد کر چکی ہے۔ جو حصہ مکان کا دربار سلسلہ کے واسطے لیا گیا ہے۔ اس کی تمام سجاوٹ اس نے اپنے ہاتھ سے کی ہے۔ اور گاہے تائید اسلام میں لیکچر بھی دیتی ہے۔

(۵) مسٹر موزز جافسن (اسلامی نام موسیٰ) یہ نوجوان آج کل شہر بالٹیمور میں ہے۔ اسے تبلیغ کا بہت شوق ہے۔ ایک شخص اس کی تبلیغ سے داخل اسلام ہو چکا ہے۔

نومسلموں کے خاص ذکر کو پانچ کے نمبر پر ختم کرتا ہوں۔ اور نومسلموں اور دیگر اصحاب کے خطوط سے چند اقتباسات لکھتا ہوں:۔

(۱) مس ولسٹن زیر تبلیغ۔ "مجھے اس خط و کتابت میں بڑی خوشی ہے۔ کہ آپ ہر شے کے عطا کرنے والے خدا کے حضور میں ایسے صادق ہیں۔"

(۲) مسز گریفن نیویارک (زیر تبلیغ) "مجھے صدمہ ہے۔ کہ آپ کے نیویارک سے چلا جانے پر میں آپ کے عجیب اور مفید لیکچروں سے محروم ہوں۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ ہندوستان چلی جاؤں"

(۳) مسٹر لوئیس لائبر (اسلامی نام احمد مفتی) "میں اب اس فکر میں ہوں۔ کہ یہ نور جو مجھے آپ کی معرفت عطا ہوا ہے اس کی خبر اپنے دوستوں کو بھی کروں اور ان کو اپنے ساتھ ملاؤں"

(۴) ابراہیم فنیتھ۔ "آپ ایک نور کے روشن ستارے تھے اور آپ کی جدائی کا ہم کو بڑا صدمہ ہے۔"

خط تو اور بھی ہیں۔ مگر سردست اتنے پر کفایت کرتا ہوں اور ہندوستان سے برادران کرام کے کثیر خطوط سے جو ہفتہ وار عاجز کو خوش کرتے ہیں۔ اور موجب روحانی تقویت ہوتے ہیں۔ چند کلمات درج کرتا ہوں:۔

لہ جلسہ میں دعا کی گئی۔

ہندوستان سے برادران کرام کے خطوط

(۱) مولوی غلام اکبر خان صاحب حیدر آباد دکن - آپ کیلئے ہر وقت دل سے دعائیں نکلتی رہتی ہیں - خود آپکی یاد بھی کہیں غار کا رنگ رکھتی ہے ؛

(۲) مولوی محمد امیر الدین صاحب آکلام - آپ کی زبردست اولوالعزمی اور استقلال اور آپکی مبارک کامیابیوں کے بارے میں ہم تہ دل سے آپ کو مبارکباد دیتے ہیں - شاباش شاباش رشاد باش -

(۳) مرزا اکبیر الدین احمد صاحب لکھنؤ - یہ آسمانی آدم مٹی والوں میں زندہ روح پھونکیگا - کیونکہ صادق کا نرسنگا کم نہیں وہاں قیامت کردیگا - صرف اللہ تعالٰے کے حکم کی دیر ہے - بگل وقت پر ہوتا ہے - سو پہلا بگل یہ تھا کہ جسمیں کئی ایک مسلمان ہوئے -

(۴) اسد اللہ خان صاحب کان پور - آپنے وہ کام کیا - جو حضرت عمر اور حضرت علی کے زمانہ میں نہ ہو سکتا تھا ؛

(۵) مکرم عبد المجید خان صاحب کپورتھلہ - آپ جنتی ہیں کہ آدم ثانی کی تعلیم کو دنیا کے کونوں تک پہنچا رہے ہیں -

(۶) مولوی محمد عثمان صاحب بادنی لکھنؤ - سچ یہ ہے کہ آپنے وہ کام کیا کہ تاقیام دنیا صفحہ تاریخ اسلام پر یادگار رہیگا ؛

(۷) بابو شیخ فضل احمد صاحب نوشہرہ - آپ کے ساتھ اللہ تعالٰی کا خاص فضل ہے - جس کیلئے آپ کو اور بھی شکر گزار ہونا ضروری ہے - یہ بات یئنے کسی خاص ذوق اور نمایاں فرق کو مدنظر رکھ کر لکھی ہے -

(۸) مولوی محمد ابو الحمید صاحب دکن - جی تو یہ چاہتا ہے - کہ سارا امریکہ آپکے ہاتھ پر اسلام لائے - اللھم آمین -

(۹) خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب پنشنر - آپ کو مبارک ہو - کہ امریکہ میں کامیابی کا بیج آپکے ہاتھوں بویا جا رہا ہے -

(۱۰) سید عزیز اللہ شاہ صاحب رعیہ - حضرت آپکے لئے کون احمدی بشر ہوگا - جو دل سے دعائیں نہ کرتا ہو گا - اور بخصوصیت میرے والدین - جنکی ہر وقت آپکے لئے محبت و ہمدردی سے بھری ہوئی دعائیں پورے سوز وگداز سے نکلتی ہیں - اللہ تعالٰی قبول فرمائے

دعاء صادق

خط تو بہت ہیں - اور بعض کے اخلاص و محبت کے الفاظ ایسے بڑھے ہوئے پیمانہ پر ہیں - کہ میں ان کو ظاہر بھی نہیں کر سکتا - اب اپنی ایک دعا لکھتا ہوں - جو بعض خاص ضرورتوں کے وقت کی گئی - شاید کسی کے واسطے مفید ہو - اور کسی کی امید آمین میرے لئے مفید ہو -

اے میرے پروردگار - میرے محسن - میری بگڑی کے بنانیوالے میری الٹی کو سیدھا کرنے والے - رب الافواج - رب السموات والارض - رب کل شیٔ - میرے بخشنہار - میرے ستار - میرے غفار - سبھی کچھ تیرے اختیار میں ہے - اور تیرے قبضہ قدرت میں ہے - تو جو چاہے کرتا ہے - اور تو جو چاہے کر سکتا ہے - کوئی تجھ سے پوچھنے والا نہیں - اور سب تیرے ماتحت ہیں - تو میرا خالق - تو میرا مالک - تو میرا بخشنہار تو میرا مددگار - تو میرا ناز بردار - تجھ پر میرا بھروسہ - تجھ پر میرا فخر - تجھ پر میرا ناز - تجھ سے میری قوت - اور تجھ سے میری طاقت - تیرے در پر میں سوالی - [illegible] پورا کرنیوالا - تیرے حضور میں منگتا - تو میرا داتا - بخش ہمارے گناہوں کو - ہٹا دے ہماری غلطیوں کو - اے قدیم محو کر ہماری بدیوں کو - مٹا دے ہماری بدکرداریوں کو - ہر بدنامی سے بچا - اور ہر ذلت سے بچا - ہر دکھ سے بچا - اور ہر مصیبت سے بچا ہر فتنے کو جو ہمارے خلاف ہو - دبا دے - اور مٹا دے اور محو کر دے - ہمارے دشمنوں کو ذلیل کر اور فنا کر دے

اک کرشمہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے رب الورا

تونے ہمیشہ مجھ پر رحم کیا - مجھ پر کرم کیا - اور مجھ پر بخشش کی - مجھے معاف کیا اور میری پردہ پوشی فرمائی - ہر موقعہ اور ہر میدان میں تو میری مدد کو آیا - اے میرے رب الافواج اب بھی تو میری مدد کو آ - مجھے اپنی پناہ میں لے - مجھ کو اور میرے محبین کو اور میرے دوستوں کو - میرے ساتھیوں کو - میرے ناصرین کو - میرے لئے دعا کرنیوالوں کو - میرے اہل و عیال کو - میرے خیر خواہوں کو - اور ان کے اہل و عیال کو - ہاں اے رب کریم - ہم سب کو اپنی پناہ میں لے - ہر حال میں دستگیری فرما کہ تیرے سوا کوئی دستگیری کرنیوالا نہیں -

اللھم ایدنا بنصرک وھب لنا من لدنک رحمۃ وحسن المآب - ربنا اغفر لنا ذنوبنا - انک انت الغفور الرحیم - اللھم یا رب انک انت سمیع الدعا - اللھم امکر لنا ولا تمکر علینا وانصرنا ولا تنصر علینا وانت خیر الناصرین - واھدنا ویسر الھدیٰ لنا - انت خیر المھدیین - برحمتک یا ارحم الراحمین -

خط وکتابت کا کام

علاوہ لیکچروں اور دیگر تبلیغی کاموں کے صرف خط وکتابت کا کام اسقدر ہے کہ ماہ مئی میں خطوط کی آمد قریباً دو سو ۲۰۰ اور روانگی قریباً چار سو تھی - ماہ جون میں آمد خطوط قریباً ۳۰۰ اور روانگی قریباً ۷۰۰ - ماہ جولائی میں آمد قریب ۴۰۰ اور روانگی ۹۰۰ تھی - روانگی میں رپورٹ بھی شامل ہے -

اس امر کا ذکر بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ یہاں آئے روز جس قدر جرائم ہوتے ہیں - انکے لحاظ سے ہندوستان بسا درجہ بہتر امن اور آرام کی حالت میں ہے - کوئی دن خالی نہیں جاتا - کہ ایک نہ ایک قتل کشت و خون اور سینہ زوری کی خبر اخباروں میں چھپتی ہو - عین سر بازار لڑکیاں جبراً اٹھائی جاتیں - اور موٹروں میں بھگائی جاتیں اور پھر سراغ نہیں لگتا - کیا ہوئیں [illegible] سبب گیا - اور بعض بھیس [illegible] ہو گئے - بنک لوٹے جاتے ہیں - نقب زنی سے نہیں - بلکہ لٹیرے بنک میں گھس کر ملازموں سے زبردستی روپیہ چھین کر لیجاتے ہیں اور چوریاں تو آپ لوگوں نے سنی ہونگی - مگر یہ دیکھا ہوگا جو پچھلے مہینہ میں اس ملک میں ہوا - کہ ایک ٹرین کی ٹرین چوری ہو گئی - مال گاڑی تھی - جبکہ جنگل میں چور حملہ آور ہوئے - ٹرین کو کھڑا کیا - گارڈ اور ڈرائیور کو اتار دیا - خود انجن چلا کر ٹرین لے گئے - چند میل کے فاصلہ پر جنگل میں کھڑا کر کے جو مال قیمتی تھا - موٹروں پر لاد کر لے گئے - اور ٹرین کو جنگل میں چھوڑ گئے - غرض جس قدر واقعات اور حادثات بے امنی کے یہاں ہوتے ہیں - ان کے مقابل اہل ہند کو اللہ تعالٰے کا شکر کرنا چاہیئے کہ سلطنت برطانیہ کے طفیل وہ اسقدر امن اور راحت میں ہیں -

میرے کام یہاں بہت ہیں اور بہت سے دوستوں کی مدد کی ضرورت ہے - کاش کہ چند احباب تجارت یا تعلیم کی غرض سے اس ملک کو تشریف لادیں -

بالآخر جمیع احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ اللہ تعالٰی عاجز کو تبلیغی کاموں میں کامیاب کرے - اپنی پاک رضا مندی دے - سب مرادیں اسکے لئے ہوں اور سب مرادیں پوری ہوں - والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خادم - محمد صادق عفا اللہ عنہ - ۱۰ ر نومبر ۱۹۲۰ء

4334 Ellis Avenue
Chicogo Ill
U.S. Amrica

فہرست مضامین قادیان گائیڈ ۳۴

نہایت اعلیٰ سفید چکنے کاغذ جیسی تقطیع پر چھاپی گئی ہے۔ ۱۲۰ صفحے پر ختم ہوئی ہے۔ قیمت فی جلد ۱۲

مؤلف خاکسار۔ محمد یامین تاجر کتب قادیان

ہندوستان کی خبریں

جدید وائسرائے ہند

(دہلی ۹ جنوری) سرکاری طور پر اعلان ہوگیا ہے۔ کہ سر روفس دانیال آئزک۔ پی۔ سی۔ جی۔ سی۔ بی۔ کے۔ سی۔ وی۔ او۔ ارل آف ریڈنگ لارڈ چیمسفورڈ کی جگہ وائسرائے گورنر جنرل ہند مقرر ہوئے ہیں ؎

جدید وائسرائے کے حالات زندگی

۶۰ سال کا عرصہ گذرا۔ کہ وہ لنڈن کے ایک تاجر کے گھر پیدا ہوئے یونیورسٹی سکول اور کالج بن اور براعظم کی دوسری یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی بیرسٹری کی سند حاصل کرنے سے پہلے وہ ہنڈیوں کی دلالی کرتے تھے بیرسٹر کی حیثیت سے ان کی پریکٹس بہت جلد بڑھ گئی اور اپنے زمانہ کے نامور ترین مقننوں کے زمرہ میں شمار ہونے لگے۔ ۱۹۰۴ء میں لبرل ممبر کی حیثیت سے پارلیمنٹ میں داخل ہوئے۔ اور ۱۹۱۰ء میں سولیسٹر جنرل مقرر ہو کر اسی سال اٹارنی جنرل کے منصب پر ترقی یاب ہوئے۔ اور ۱۹۱۲ء میں مجلس وزراء میں نشست حاصل کی ۱۹۱۳ء میں لارڈ چیف جسٹس مقرر ہوئے۔ اور لارڈ کا خطاب ملا اس عہدہ پر رہتے ہوئے دو مرتبہ وہ امریکہ کو نہایت اہم سفارتوں پر گئے۔ اول ۱۹۱۵ء میں مالی معاملہ کے متعلق اور ۱۹۱۸-۱۹ء میں غیر معمولی سفیر کی حیثیت سے۔ دونوں موقعوں پر جو کامیابی حاصل کی۔ اس کے متعلق کسی کو شک نہ تھا۔ ۱۹۱۶ء میں انہیں وائیکونٹ کا خطاب ملا۔ بعد ازاں آوال سفارت کی خدمات کے صلہ میں ارل بنا دئے گئے ؎

پنڈت بشن دت شکل کا انتقال

ناگپور کے مشہور کانگرسی لیڈر، پنڈت بشن دت شکل ۸ جنوری کی رات کو انفلوئنزہ سے بیمار ہو کر انتقال کر گئے ؎

موسیو کلیمنشو اور شیر کا شکار

گوالیار ۸ جنوری۔ موسیو کلیمنشو ۳ جنوری کو مہاراجہ بیکانیر کے ہمراہ گوالیار پہنچے۔ اور مہاراجہ سندھیا کے مہمان ہوئے۔ انہوں نے یہاں دو جوان شیروں کا شکار کیا۔ اور تیسرے شیر کا مہاراجہ بیکانیر نے کیا ؎

ڈیڑھ سو گھوڑے چھوٹ گئے

(بمبئی ۸ جنوری) پرنس گودی سے پانسو گھوڑے شہر کے اصطبلوں کی طرف جا رہے تھے کہ انفنٹن پل پر ڈیڑھ سو گھوڑے چھوٹ کر شہر میں پھیل گئے۔ چھ گھوڑے چار وکٹوریا گاڑیوں سے ٹکرائے۔ جن سے گاڑیوں کو نقصان پہنچا۔ دو اشخاص زخمی ہوئے۔ ایک گھوڑا سنڈھرسٹ سڑک پر مردہ پایا گیا۔ بعض گھوڑے دور دراز حصوں میں ملے۔ بعض ابتک بے تحاشا بھاگتے پھرتے ہیں ؎

مصیبت زدگان سمرنا کی اعانت

بمبئی ۱۰ جنوری۔ مرکزی خلافت کمیٹی نے ۲۹ دسمبر کو ۵ ہزار پونڈ بذریعہ تار بنک کی معرفت ہز اکسلنسی غالب کامل بے کی خدمت میں بتوسل بینکو ڈی روما روانہ کر دیئے ہیں جن سے سمرنا کے مسلم مصیبت زدگان کی دستگیری کی جائیگی ؎

فسادات رائے بریلی

انڈی پینڈنٹ کا خاص نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ رائے بریلی کے میجسٹریٹ نے سلون۔ رائے بریلی و لالموں میں ہر قسم کے جلسوں کو ممنوع قرار دیا ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو اس وقت وہاں پہنچے۔ جب پولیس گولیاں چلا رہی تھی پنڈت صاحب نے لوگوں کو منتشر ہونے کے لئے کہا۔ پنڈت موتی لال نہرو نے ہسپتال میں زخمیوں کا معائنہ کیا جو دس ہیں۔ سٹرکا لکا پرشاد جو ایک بڑا زمیندار ہے۔ اسے گرفتار کر لیا گیا۔ اس وقت تک چھ سو آدمی جیل میں بھیجے گئے ہیں، ۲۰ ماہ حال کو بہت سے چھوڑ بھی دیئے گئے ؎

سرکاری عمارتوں کو آگ لگ گئی

یکشنبہ کو ۸ بجے کلکتہ کی فنانشل اور شعبہ تجارت کی سرکاری عمارتوں کی طرف سے شعلہ نمودار ہوئے معلوم ہوا۔ کہ عمارت کو خوفناک آگ لگ گئی ہے۔ اسی وقت آگ بجھانے کا انجن طلب کیا گیا۔ آتشزدگی سے سرکاری کاغذات اور میزیں اور کرسیاں دروازے اور کھڑکیاں تک جل گئیں۔ خیال ہے۔ کہ آگ برقی روشنی سے لگ گئی ؎

مدراس میں ڈیوک آف کناٹ کی تشریف آوری

(مدراس ۱۰ جنوری) صبح کے ساڑھے دس بجے جہاز ملایا بندرگاہ سے نظر آیا۔ اور ایک میل کے فاصلہ پر ٹھہر گیا۔ ہز رائل ہائنس جہاز سے ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ ۳۱ توپوں کی سلامی سر ہوئی ساڑھے چار بجے بعد ڈیوک آف کناٹ بندرگاہ پر تشریف لائے۔ جہاں لارڈ ولنگڈن اور ان کی لیڈی نے اور دیگر ہندوستانی وزراء ممبران انتظامیہ کونسل اور دیگر سول اور فوجی حکام کی معیت میں ہز رائل ہائنس کا استقبال کیا۔ بعد ازاں شاہی جلوس گورنمنٹ ہوس کی طرف گیا۔ راستہ میں لوگوں نے جوش مسرت سے ہز رائل ہائنس کا خیر مقدم کیا۔ جلوس ساڑھے پانچ بجے گورنمنٹ ہاوس میں پہنچ گیا ؎

ایک مصنوعی چیف انجینیر

مسٹر جیمس ولیم ایمڈن نے بنگلور میونسپلٹی کو اسسٹنٹ انجنیری کی جگہ کیلئے درخواست بھیجی تھی۔ اس میں ایک سرٹیفکٹ انگلستان کی سول انجنیرنگ انسٹیوٹ کا بھی تھا تحقیقات سے معلوم ہوا۔ کہ سرٹیفکٹ جعلی تھا۔ پولیس نے مسٹر ایمڈن کو جعل سازی کے الزام میں ماخوذ کیا۔ مسٹر مذکور ڈیڑھ ہزار کی ضمانت پر رہا ہوا۔ مقدمہ زیر سماعت ہے ؎

سر ایکل اڈوائر اور آریہ سماج

ٹیلیگراف میں سر ایکل کا ایک مضمون شایع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے۔ کہ ۱۹۰۷ء کی جلاوطنی سے واپسی پر لالہ لاجپت رائے نے آریہ سماج کو مضبوط کرنے کی طرف توجہ دی۔ جس کے بہت سے ممبران نے پنجاب کی بغاوت میں نمایاں حصہ لیا تھا ؎

مسلمان اور انکے علماء

قصبہ مریدہ تحصیل چکوال ضلع جہلم سے پچھلے دنوں رنڈیوں کے ناچ اور گانے پر گیارہ سو روپیہ مسلمان زمینداروں نے خرچ کیا۔ اور وہاں کی ایک مسجد کے امام صاحب نے بھی بھری مجلس میں ایک روپیہ رنڈی کو دیا ؎

اوسط درجے کے انگریز اور کالے آدمی میں فرق

لکھنؤ کے لاٹ پادری نے کرائسٹ چرچ لکھنؤ میں وعظ کرتے ہوئے کہا۔ کہ کسی اوسط درجے کے انگریز کیلئے کالے رنگ کے آدمیوں کو سوشل [illegible] پیرایہ زبان میں اپنے مساوی سمجھنا نہایت ہی مشکل ہے۔ اور پھر کسی انگریز کیلئے کسی ہندوستانی کے ماتحت [illegible]

ممالک غیر کی خبریں

شورش آئرلینڈ

سن فین صلح کا پیغام نہیں بھیج رہے

لنڈن ۷ جنوری - ڈی ویلرا کا ایک مضمون فری مین جرنل میں شائع ہوا جس میں انہوں نے اس بات سے انکار کیا ہے۔ کہ سن فین صلح کیلئے پیغام بھیج رہے ہیں۔ بلکہ لکھا کہ گورنمنٹ کی تجاویز سے اپنے کان بہرے نہ کریگا - بشرطیکہ ان کا انحصار آئرلینڈ کے بطور ایک آزاد قومیت کے تسلیم کئے جانے پر ہو۔

فوجی گورنر کے حکم سے مکانوں کی تباہی

لنڈن ۵ جنوری - گذشتہ رات نیومارکٹ (کارک) میں دو فوجی لاریوں پر کمین گاہ سے حملہ کیا گیا۔ جس میں ۵ گورے اور ایک پولیس کا سپاہی تھا۔ فوجیوں اور سپاہیوں نے دشمن کو شکست دی - جو کلدار توپیں اور بندوقیں استعمال کر رہے تھے۔ حملہ آور اپنا سامان حرب چھوڑ کر بھاگ گئے - ان کا نقصان جان بہت بھاری ہوا۔ فوج کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اسیر فوجی گورنر کے حکم سے سیلن میں پانچ گھر تباہ کردئیے گئے۔ جہاں سے حملہ آور فائر کرتے ہوئے دیکھے گئے تھے۔

دس ہزار پونڈ کی بالجبر وصولی

مسلح سن فینز ڈبلن کونسل کے ریٹ کلکٹروں کے مکانوں پر گئے اور انہیں مجبور کیا۔ کہ کم از کم دس ہزار پونڈ کے چکوں پر دستخط کردیں - اور جب تک چکوں کا روپیہ وصول نہ کر لیا گیا۔ کلکٹروں کو قید کئے رکھا۔

متفرق خبریں

پیرس میں ایک مسجد کی تعمیر

لنڈن ۵ جنوری - پیرس سے ٹائمس کے نام ایک تار مظہر ہے کہ خاص پیرس میں ایک بڑی مسجد کی تعمیر کی اسکیم قریب تکمیل ہے پارلیمنٹ نے اسکے ۵ لاکھ فرانک کے مصارف منجانب گورنمنٹ منظور کئے ہیں۔ الجزائر - مراکش اور ٹیونس کے مسلمانوں سے یہ خواہش کی گئی ہے۔ کہ ان میں سے ہر ایک ملک کی طرف سے ایک لاکھ پچاس ہزار فرانک اسکے لئے بطور عطیہ دیں۔ یہ مسجد ہوٹل دی ملڈس کے قریب ہی تعمیر ہوگی۔ اور اس کا کام کو مسلمان معمار انجام دینگے

فلسطین کمیٹی ہو دیوی کی کوشش

لنڈن ۵ جنوری - سر الفرڈ مانڈ نے رائٹر کے نامہ نگار سے فلسطین کے مستقبل کے متعلق بیان دیا کہ عملی طور پر ملک کی جدید تعمیر ہونی چاہیئے۔ انہوں نے فلسطین میں نوآبادی قائم کرنے کے لئے خصوصاً وسطی یورپ کے یہودیوں کی سرگرمی اور جوش کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ فی الواقع بہت سے یہودی اور کیں سے پیادہ چلکر قسطنطنیہ کے راستہ فلسطین پہنچے ہیں۔ جب تک کہ ملک جدید آبادی کے لئے تیار نہ ہو لے۔ تو انکو ان کے وطن کو روکنا مشکلات کا سامنا ہے۔ سر الفرڈ مانڈ نے کہا کہ میں نے مذہبی کلیف مشکلات کا خیال نہیں کیا۔ پیشتر ہی سے عربوں اور یہودیوں میں کافی تجارتی تعلقات قائم ہیں۔ اور جونہی ملک ترقی پذیر ہوگا۔ آبادی بڑھتی جائیگی۔ تمام ذمہ دار یہودی لیڈر عربوں سے سوالات کرنے کے خواہش مند ہیں۔

برطانوی وفد کابل میں

دہلی ۸ جنوری - سرکاری خبر ہے کہ کل بعد دوپہر برطانوی وفد کابل پہنچ گیا

افغانستان کے راستہ ایک جرمن کی آمد پشاور میں

سول ملٹری گزٹ کا بیان ہے کہ سات اجنبی جن میں ایک اہل جرمنی ایک اہل آسٹریا اور پانچ اہل ہنگری تھے۔ افغانستان کی طرف سے ہوتے ہوئے ۱۳ دسمبر کو پشاور پہنچے۔ سوائے جرمنی کے باقی جنگی قیدی تھے۔ ان کا بیان ہے۔ کہ وہ جہاز پر نوکر تھے۔ جہاز وہ جہاز سے بھاگ کابل میں دو ماہ قید رہے۔ اب پشاور میں ہیں۔

موڈریٹ پارٹی اور ڈیلی ٹیلی گراف

کانگرس کے متعلق جو رائے لنڈن کے اس اخبار نے ظاہر کی تھی۔ وہ قبل ازیں درج ہو چکی ہے۔ موڈریٹ پارٹی کے متعلق یہی اخبار لکھتا ہے کہ مدراس کی کانگرس بھی ایسی ہی سرکش تھی۔ جیسی کہ ناگپور کی۔ کیونکہ مدراس کانگرس کے صدر مسٹر چنتامنی اگرچہ جدید کونسل کے ماتحت ایک صوبہ کے وزیر مقرر ہوچکے ہیں۔ مگر اینگلو انڈین انتظامی جماعت کا یہ ممبر ناگپور کے سرگرم لیڈروں کی طرح برطانوی اقتدار کو مذموم قرار دیتا ہے۔ اور ان کی طرح وہ بھی امید رکھتا ہے کہ برطانوی اقتدار ختم ہو جائیگا

عرب میں اندیشہ جنگ

لنڈن ۷ جنوری - ابن سعود امیر نجد اور سلطان حجاز کے مابین ۱۹۱۹ء میں جو تنازعہ ہوا تھا۔ اثنا ہے جاتے ہیں کہ وہ پھر عود کریگا۔ کہا جاتا ہے کہ مقامی دستے سلطان حجاز کے علاقہ میں داخل ہوکر طائف اور مدینہ کے مابین بڑی تعداد میں بڑھ رہے ہیں۔ طائف کو کمک اور سامان رسد بھیجا گیا ہے۔

پُراسرار بیماری

لنڈن ۷ جنوری - برسلز کا ایک پیغام راوی ہے کہ سوویجات سیچ اور ہیولٹس میں نئی پُراسرار بیماری کے بہت سے آدمی شکار ہو رہے ہیں۔

برلن پارلیمنٹ میں بم

لنڈن ۷ جنوری - برلن کا ایک پیغام مظہر ہے کہ برلن اعظم کی جدید دیہاتی پارلیمنٹ کے پہلے اجلاس میں کمیونسٹ لوگوں نے پبلک گیلری سے بم پھینکے کہ اجلاس منتشر کر دیا۔

مرض دق کا ٹیکا

لنڈن ۷ جنوری - پیرس کی خبر ہے کہ گائیوں اور کچھوؤں پر تجربے کرنے کے بعد ڈاکٹر یرون کالمٹ نے اعلان کیا ہے کہ انہوں نے مرض دق کا انسداد کا ٹیکہ دریافت کر لیا ہے۔ جس کی نسبت امکان غالب ہے کہ نوع انسان کیلئے مفید ثابت ہوگا۔

ایران سے انگریزوں کی واپسی

طہران ۱۰ جنوری - چونکہ یہ فیصلہ ہوگیا ہے کہ ایرانی سرحد سے تمام انگریزی فوجیں ہٹالی جائیں۔ اسلئے طہران سے فروری میں تمام یورپین عورتیں اور بچے روانہ کردئیے جائینگے

سر مائیکل او ڈوائر کی تنبیہ

لنڈن ۷ جنوری - ڈیلی ٹیلی گراف میں ایک مراسلت کے ذریعہ سر مائیکل نے مسٹر گاندھی - علی برادران اور لالہ لاجپت رائے کے متعلق گورنمنٹ کی روش پر نکتہ چینی کی ہے۔ اور یہ دعوی کیا ہے کہ گورنمنٹ کمزوری کی وجہ سے ایسی تحریک کے حقیقی محرکین پر ہاتھ نہیں ڈالتی جو برطانوی گورنمنٹ کو منقلب کرنے کے لئے جاری کی گئی ہے لیکن چھوٹے لوگوں کے خلاف کارروائی اختیار کر رہی ہے سر مائیکل او ڈوائر نے آئرلینڈ کی موجودہ حالت کا حوالہ دیا ہے۔ جہاں غیر منضبط سلوک اختیار کرنے سے تباہی بخش صورت پیدا ہوگئی ہے۔

سمرنا کے خلاف کمال پاشا کی تیاریاں

لنڈن ۱۰ جنوری - قسطنطنیہ کی خبر ہے کہ بروصہ کے علاقہ میں

باہتمام ... پرنٹر و پبلشر ... مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان